امیر کی پشت پناہی وقت کا خلیفہ کرتا ہے اور خلیفہ کی پشت پناہی خدا فرماتا ہے۔ نظام جماعت کی حفاظت خلیفہ کا کام ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ راگست ۱۹۹۱ء بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ۔ جرمنی)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے ایک نیا سلسلہ مضامین شروع کیا ہے جس کا تعلق تقویٰ سے ہے۔ میں یہ بیان کر رہا تھا کہ تقویٰ کی کمی کے نتیجہ میں یا خود اپنی حالت سے غفلت کے نتیجہ میں اور آخری تجزیہ کے طور پر دراصل یہ ایک ہی چیز کے دو مختلف نام ہیں۔ انسان بسا اوقات ایسی غلطی کرتا ہے اور اس غلطی پر اصرار کرتا چلا جاتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں خود بھی ٹھوکر کھاتا ہے اور اگر وہ معاملہ جماعت کے نظام سے تعلق رکھتا ہو تو کثرت سے دوسروں کے لئے بھی ٹھوکر کا موجب بن جاتا ہے اور اسی طرح دنیا میں آئے دن فتنے پلتے اور سر اٹھاتے ہیں۔ جہاں تک انفرادی غلطیوں کا تعلق ہے انسان کا اپنے خدا سے معاملہ ہے اور انفرادی غلطی خواہ کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو اس کو وہ اہمیت حاصل نہیں جو جماعتی غلطی کو ہے کیونکہ جماعتی غلطی کے نتیجہ میں نظام برباد ہوتا ہے اور آئندہ کے لئے نسل در نسل لوگوں کے لئے ٹھوکر کھانے کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں ایک آدمی نہیں ڈوبتا بلکہ ہزاروں لاکھوں بعض دفعہ کروڑوں کو لے ڈوبتا ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے میرا طریق یہ رہا ہے کہ جماعتوں میں جب بھی اس قسم کے فتنوں نے سر اٹھایا پیشتر اس کے کہ وہ سر اٹھاتا ان فتنوں کی خوب اچھی طرح بیخ کنی کرنے کی توفیق ملی لیکن یہ معاملہ میرے اور ان جماعتوں کے درمیان خط وکتابت کی حد تک ہی محدود رہا۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسے معاملات ہیں کہ ساری جماعت کے علم میں آنے چاہئیں اور ساری جماعت کو معلوم ہونا چاہئے کہ فتنہ کیا ہے؟ کس طرح پلتا ہے کس طرح سر اٹھاتا ہے اور کس طرح بعض دفعہ بڑے بڑے متقی نظر آنے والے انسان خود اپنے نفس کے دھوکوں میں مبتلا ہو کر ساری جماعت کے لئے ایک ابتلا بن جاتے ہیں اور شیطان کے لئے ایک آلہ کار بن جاتے ہیں۔ بعض ایسے شخص عمداً بالارادہ بھی ایسی شرارت کرتے ہیں مگر وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں شاذ کے طور پر کہیں ہوں گے لیکن بہت سے ایسے ہیں جو اپنی بے وقوفی کے نتیجہ میں آنکھیں بند کرنے کے نتیجہ میں، تقویٰ کی کمی کے نتیجہ میں ایسی غلطیوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں اور مستقلاً میرے لئے جماعت کی خاطر ایک پریشانی پیدا کرتے رہتے ہیں۔

آج کے خطبہ میں جماعت احمدیہ جرمنی سے متعلق میں بعض باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اکثر آپ احباب کے علم میں نہیں ہیں۔ ایک لمبے عرصہ سے میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ آپ کی مجلس عاملہ اپنے امیر کا پوری طرح احترام نہیں کرتی اور اس میں ایسے عناصر موجود ہیں جو ایک دوسرے کو حقارت سے دیکھتے اور ایک دوسرے کی تذلیل کرنے کی کوشش کرتے اور امیر کی عزت اور احترام کا خیال رکھے بغیر مجلس میں اس قسم کی آزادانہ باتیں کرتے ہیں جو یقیناً بدتمیزی پر منتج ہو جاتی ہیں۔ ایک ایسی ہستی موجود ہو جس کے دل میں ادب اور احترام ہو جو نظام جماعت کی نمائندہ ہو اس کے سامنے اونچی آواز کرنا ہی بدتمیزی ہے کجا یہ کہ بغیر اس کی اجازت کے آپس میں گفتگو شروع کر دیں۔ ایک دوسرے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنائیں، ایک دوسرے پر بدظنیاں کریں اور مجالس عاملہ کے وقار کو مجروح کر دیں۔ اس قسم کی شکایات معین طور پر مجھے نہیں پہنچیں مگر بسا اوقات جب میں نے امیر صاحب سے حال پوچھا تو وہ چونکہ بہت ہی نیک مزاج، سادہ، شریف النفس انسان ہیں، شکایت کے عادی نہیں مگر بڑے درد کے ساتھ انہوں نے کہا کہ شاید مجھے تجربہ نہیں شاید میں لاعلمی کی وجہ سے مجلس عاملہ کو سنبھال نہیں سکتا اور ایسے ایسے واقعات ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ چند سال کے عرصہ میں کم از کم دو مرتبہ میں اس مجلس عاملہ کے ساتھ بیٹھا اور بڑی تفصیل کے ساتھ ان کو سمجھایا کہ کیا بات غلط ہے کیا درست ہے؟ کیا آپ نے نہیں کرنی اور کیا بات کرنی چاہئے اور اس معاملہ میں امیر کے وقار کو جماعت میں قائم کرنے کے لئے آپ کو مددگار ہونا چاہئے۔ کن چھوٹی چھوٹی کمینی باتوں سے

احتراز ضروری ہے اس کے نتیجہ میں جماعت میں فتنے پیدا ہو سکتے ہیں اگر مجلس عاملہ بٹی رہے اور افتراق کا نمونہ بنی رہے تو باقی جماعتوں کی تربیت کیسے کرے گی؟ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان باتوں کا کوئی خاص اثر مجلس عاملہ کے بعض ممبروں پر نہیں پڑا۔ اس وقت تک میں نے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا کہ پوری سختی کے ساتھ اب اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے کچلا جائے گا کیونکہ ان میں سے ہر ممبر اپنی ذات میں اچھا دکھائی دیتا تھا، بہت خدمتیں کرنیوالا، بہت ہی بظاہر جماعت کے ساتھ اخلاص اور قربانی کا تعلق رکھنے والا اور ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ میرا قصور نہیں دوسرے کا قصور ہے لیکن جب میں نے خوب کھول کر سارے معاملات ان پر روشن کر دیئے اس کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اگر پھر کوئی ایسی حرکت ہوئی تو محض نصیحت سے کام نہیں لیا جائے گا۔ جو میری ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے میں اس کو ہر قیمت پر ادا کروں گا۔

اب نئے فتنہ کا آغاز اس طرح ہوا کہ جلسہ سالانہ پر مکرم امیر صاحب جب مجھے ملنے کے لئے آئے تو ان سے میں نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ کیسی آپ کی امارت چل رہی ہے؟ تو شدت جذبات سے بے قابو ہو گئے اور بہت مشکل سے ضبط کرنے کے بعد مجھے یہ بتا سکے کہ کچھ عرصہ سے حالات ایسے ہوتے چلے آ رہے تھے کہ جس کے نتیجہ میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک گروہ میرے مقابل پر کھڑا ہے لیکن گزشتہ مجلس عاملہ میں جو مجلس شوریٰ کے بعد ہوئی اس میں میرے نائب امیر نے اور مربی انچارج نے میری نہایت خطرناک بے عزتی کی ہے اور کھلے کھلے لفظوں میں باغیانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے میرے ساتھ بدتمیزی کا سلوک کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق چونکہ مجلس شوریٰ کی ایک کارروائی سے تھا اس لئے میں نے امیر صاحب سے گزارش کی کہ آپ اس معاملہ کو بالکل دل سے نکال دیں اب یہ میرا کام ہے کہ میں فیصلہ کروں گا۔ آپ مجلس عاملہ کی کارروائی کی جو کیسٹ ہے وہ مجھے بھجوائیں تا کہ کسی ایک آدمی کی رپورٹ سے میں کوئی نتیجہ اخذ نہ کروں۔ میں اس کارروائی کے متعلقہ حصوں کو سنوں گا اور پھر براہ راست نتیجہ نکالوں گا۔ اس کے علاوہ میں نے ان سے یہ گزارش کی کہ چونکہ مجلس عاملہ کی کارروائی ریکارڈ نہیں ہوئی یعنی Audio ریکارڈ نہیں ہوئی، آواز کو محفوظ نہیں کیا گیا اس لئے آپ اس کے متعلق مجھے اپنی تفصیلی رپورٹ لکھ کر دیں۔ ان کی رپورٹ آنے کے بعد میں نے مربی انچارج کو اس رپورٹ کی نقل بھجوائی اور ان سے پوچھا کہ مجھے یہ بتایئے کہ اس رپورٹ میں

آپ کی طرف جو باتیں منسوب کی گئی ہیں ان میں سے کون کونسی غلط ہیں؟ ان کا جواب آیا کہ وہ باتیں تو غلط نہیں لیکن پوری تصویر واضح نہیں کی گئی اس لئے مجھے اجازت دیں کہ میں تصویر کا وہ حصہ بھی اجاگر کر دوں جو اس رپورٹ میں درج نہیں۔ میں نے کہا آپ کو اجازت ہے آپ تفصیل سے مجھے لکھیں کہ کہاں کہاں امیر صاحب نے ایسی بات نہیں لکھی جو لکھنی چاہئے تھی۔ چنانچہ وہ رپورٹ بھی میرے سامنے آ گئی۔

یہ آغاز ہوا ہے اس فتنہ کا جس کے نتیجہ میں پھر مجھے سخت کارروائی کرنی پڑی اور جماعت کے بعض پرانے کارکنوں کو سلسلہ کے کاموں سے کلیۃً علیحدہ کر دینا پڑا۔ لیکن اس سے پہلے کچھ اور پس منظر ہے وہ بھی میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ جب سابقہ مبلغ انچارج جن کے ساتھ یہ معاملہ ہوا یا جو اس جھگڑے کے بانی مبانی بنے ان کا تبادلہ میں نے جرمنی میں کیا تو مجھے ان کی طرف سے ایک بہت ہی عجیب وغریب چٹھی موصول ہوئی جس سے مجھے بہت دھکا لگا۔ اس چٹھی کا لب لباب یہ تھا کہ عملاً مجھے ہر قسم کے اختیارات ہونے چاہئیں۔ امیر اپنی جگہ پر لیکن مجھے ہر قسم کے اختیارات ہونے چاہئیں اور اس چٹھی کا مضمون میں پورا تو نہیں بیان کر سکتا مختصراً چند فقرے میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ صرف جرمنی کی جماعت کی خاطر نہیں بلکہ تمام دنیا کی جماعتوں کے سامنے تا کہ ان کو معلوم ہو کہ کس طرح انانیت ایک بھیس بدل کر سر اٹھاتی ہے اور کیسے کیسے مطالبوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

یہ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ سلسلہ کے نئے دستور کے مطابق جو اس وقت نافذ العمل ہے اور جس سے دنیا بھر کی جماعتوں کے امراء اور نائب امراء اور مجالس عاملہ کے ممبران اور خصوصیت سے مربی واقف ہیں۔ اگر امیر مربی سلسلہ نہ ہو تو مربی سلسلہ کو نائب امیر بنا دیا جاتا ہے ضروری نہیں مگر بنایا جا سکتا ہے اور یہی میرا فیصلہ تھا کہ ان صاحب کو بھی نائب امیر بنا دیا جائے۔ ان کے مشورے یہ تھے کہ تبلیغ کے کام کی نگرانی خاکسار کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہوگا اس کو سرانجام دینے کی غرض سے تمام جماعتوں کے سیکرٹریان تبلیغ کا خاکسار سے براہ راست رابطہ ہوگا، تربیت کا شعبہ بھی براہ راست خاکسار کی زیر نگرانی ہونا چاہئے، مجالس عاملہ میں خاکسار کو کوئی عہدہ مثلاً نائب امیر وغیرہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ مجلس عاملہ میں خاکسار کی حیثیت مبلغ انچارج کی ہو اور بطور مرکزی نمائندہ کے خاکسار مجلس عاملہ کے فیصلوں اور ان کے کام کی عمومی نگرانی کرے۔ یعنی امیر سے بالا مجلس کا حصہ بنتے

ہوئے یہ ان پر گویا میری طرف سے براہ راست امیر سے اوپر ایک نگران بن کر وہاں بیٹھے رہیں۔
ذیلی تنظیموں کے صدران کا مبلغ انچارج کے ساتھ گہرا رابطہ ہونا چاہئے ،صدر صاحبان حضورانور کی خدمت میں جو رپورٹیں بھجوائیں ان کی نقول خاکسار کو بھی بھجوائیں ۔خاکسار کو جماعت میں تبلیغی اور تربیتی کاموں کو تیز کرنے کے سلسلہ میں جو معلومات درکار ہونگی محترم امیر صاحب اور مجلس عاملہ کے متعلقہ شعبہ کا فرض ہوگا کہ خاکسار کو مہیا کرے۔یعنی عملاً مطالبہ یہ ہے کہ میرا نام امیر نہ رکھا جائے مگر امیر اور مجلس عاملہ سے بالا ایک حیثیت مجھے وہاں دی جائے اس کے بغیر میں صحیح کام نہیں کرسکوں گا۔

میں نے ان کو جو جواب دیا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ نائب امیر جماعت مغربی جرمنی ہیں اور مجلس عاملہ میں آپ کو یہی حیثیت حاصل ہوگی آپ کی ذمہ داری ہے کہ محترم امیر صاحب کو ہر معاملہ میں مناسب مشورہ دیا کریں اور امارت کے وقار کو جماعت میں بڑھانے کے لئے مدومعاون ثابت ہوں اگر وہ آپ کا مشورہ قبول نہ کریں تو شرح صدر کے ساتھ امیر کے سامنے سرتسلیم خم کریں لیکن اگر آپ امیر کے فیصلہ کو جماعتی مفاد کے خلاف سمجھیں تو امیر کی معرفت اپنا اختلافی نوٹ مجھے بھجوائیں۔اس کے علاوہ جتنے اختیارات امیر آپ کو دینا چاہے دستور کی حدود کے اندر رہتے ہوئے یہ اس کا کام ہے۔امیر اگر آپ پر اعتماد رکھتا ہے تو جتنا چاہے آپ کو اختیار دے۔میں خود کوئی اختیار معین نہیں کروں گا ورنہ نظام جماعت چلانے میں دوغلا پن اور تضاد پیدا ہو جائے گا۔

اس کے بعد اور بہت سی باتیں ان کو سمجھائیں اور آخر پر لکھا کہ مندرجہ بالا تمام وہ باتیں ہیں جن کے متعلق مجھے آپ پر حسن ظن تھا کہ پہلے اس کا شعور رکھتے ہوں گے مگر آپ کے لمبے سلسلہ سوالات نے میرے حسن ظن کو ٹھوکر لگائی ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ میں نے ایک اور موقعہ پر ان سے کہا کہ مجھے فتنے کی بو آرہی ہے۔آپ تقویٰ سے کام لیں اور امیر کے سامنے پوری طرح سر اطاعت خم کریں ورنہ آپ خدمت سے محروم ہو جائیں گے۔اور ایک موقع پر ایک انگریزی خط میں ان کو لکھا کہ میرے پاس دعا کے سوا چارہ نہیں رہا کہ یہ دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو Total disintegration سے بچائے۔اس پر ان کی طرف سے مجھے اطمینان کا خط ملا۔یعنی اپنی طرف سے مطمئن رہیں کہ میں بات سمجھ گیا ہوں۔میری طرف سے آئندہ اس معاملہ میں کبھی آپ کو کوئی شکایت نہیں ہوگی۔

یہ ہے پس منظر اس نئے جھگڑے کا یعنی آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو سختی کی گئی ہے۔اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حد سے زیادہ کی گئی ہے بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ پہلے کرنی چاہئے تھی اور تاخیر ہوگئی۔اگر یہ غلطی ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔

اب جو واقعہ ہوا ہے اس کا آغاز مجلس شوریٰ میں کئی طریق پر ہوا۔میں اگر کیسٹ منگوا کر نہ سنتا تو میری توجہ صرف اس بات کی طرف مبذول کرائی گئی تھی کہ صدر لجنہ نے وہاں کچھ ایسی باتیں کہیں جن کے نتیجہ میں مربی صاحب نے اپنے اختیارات سے بہت بڑھ کر ان سے سختی کی یہاں تک کہ ان کا نروس بریک ڈاؤن Nervous break down ہو گیا اور گویا یہی بات تھی لیکن جب میں نے وہ کیسٹ سنی اور جب میں نے امیر صاحب سے تفصیلی رپورٹ منگوائی اور خود مربی انچارج سے رپورٹ منگوائی تو جو باتیں سامنے آئیں وہ یہ ہیں جو میں بیان کرتا ہوں اور آپ کے علم میں آنی چاہئیں۔سب دنیا کی جماعتوں کے علم میں آنی چاہئیں کہ مجلس شوریٰ کیا ہوتی ہے؟ کس کو کیا اختیار ہے؟ کون کس طرح سے تجاوز کرتا ہے جو جماعت کے لئے ناقابل برداشت ہونا چاہئے۔

سب سے پہلی بات یہ کہ جب ردشدہ تجاویز پڑھی جارہی تھیں آپ کے علم میں آنا چاہئے جن کو شوریٰ کا تجربہ نہیں کہ ردشدہ تجاویز، وہ تجاویز جن کو خلیفہ وقت کی منظوری کے ساتھ مجلس میں پیش کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اور اس بات کا اعلان کیا جارہا ہوتا ہے کہ ان تجاویز کو نہ پیش کرنے کی اجازت ہے نہ ان پر کسی کو تبصرہ کرنے کی اجازت ہے۔جب یہ تجاویز پڑھی جارہی تھیں بار بار اس مربی انچارج نے اٹھ کر سیکرٹری کو ٹوکا اور بیچ میں آکر اپنے تبصرے شروع کئے کہ میرے نزدیک اس میں یہ پہلو ہونا چاہئے تھا یہ مختصر تبصرے کئے اور کئی دفعہ ایسا کیا اور اس کے بعد یہ کہا کہ میں اپنی اختتامی تقریر میں ان امور پر مزید کچھ بیان کروں گا۔

امیر صاحب چونکہ اردو نہیں جانتے تھے یا ٹرانسلیشن اگر تھی اور انتظام درست نہیں تھا وہ شاید اس وجہ سے یا اپنی حد سے زیادہ انکساری اور شرافت کی وجہ سے خاموش رہے اور وہاں کچھ نہیں کہا لیکن بعد میں ان کو منع کیا کہ آپ کو کوئی حق نہیں تھا کہ آپ سلسلہ کی معروف روایات کے خلاف جن کی حفاظت کرنا آپ کا فرض ہے نہ کہ ان کا توڑنا آپ کا فرض ہے آپ ایسی حرکت نہ کرتے اس لئے آپ کو اجازت نہیں۔اس پر بجائے اس کے کہ خاموشی اختیار کرتے سیکرٹری مجلس شوریٰ سے فون پر

رابطہ کیا اور اس کو کہا کہ وہ امیر صاحب کو یہ کہے کہ آپ کی طرف سے اجازت تو نہیں ملی لیکن میں ضرور اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اب سیکرٹری مجلس شوریٰ کو، شوری کا کوئی ممبر براہ راست کہہ ہی نہیں سکتا اس کا تعلق ہی کوئی نہیں صدر مجلس جو ہے اس کے ساتھ ہر شخص کا تعلق ہوتا ہے۔ سیکرٹری مجلس شوریٰ تو صدر مجلس کے ماتحت ایک کارکن ہے اس سے زیادہ اس کی وہاں کوئی حیثیت نہیں ہوتی لیکن بہر حال فون کے ذریعہ جبکہ خود نائب امیر تھے اگر کوئی اصرار کرنا تھا تو اصرار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ بالکل ناجائز تھا تو براہ راست بات کر سکتے تھے۔ امیر صاحب نے اس کے باوجود اجازت نہیں دی جو بہت اچھا کیا اور درست کیا لیکن اس عرصہ میں یہ کافی ایسی نامناسب باتیں کہہ چکے تھے جو روایات سلسلہ کے سراسر منافی تھا۔

پھر دوسری تعجب انگیز بات میرے سامنے یہ آئی کہ اختتامی خطاب بجائے امیر کے نائب امیر کا ہو رہا ہے اور میری واضح ہدایات کے خلاف مجلس شوریٰ کی کارروائی اردو میں ہو رہی ہے حالانکہ میں نے بارہا تاکید کی ہے۔ مجلس شوریٰ تو ایک بہت ہی اہم Institution ہے۔ نظام جماعت کا ایک ایسا اہم حصہ ہے، جس کے اوپر میری ہدایات پر سختی سے عمل درآمد ہونا چاہئے۔ میری ہدایت ہے کہ جس ملک کی جو زبان ہے، جو ہمارے رسمی اجلاسات ہیں ان میں اسی ملک کی زبان بولی جائے گی اگر کسی کو سمجھ نہیں آتی تو اس کا ترجمہ اس صورت میں ہوگا کہ وہ ایک اہم ممبر ہو اس کی ضرورت ہے اس کا مشورہ درکار ہے مگر وہ مجبور ہے۔ ایسا استثناء ہوسکتا ہے اور یہ بھی استثناء ہوسکتا ہے کہ اگر جرمن شوریٰ ہے اور جرمن زبان میں کاروائی ہو رہی ہے تو اس کا اردو ترجمہ کر دیا جائے ان لوگوں کی خاطر جو جرمن پوری طرح نہیں سمجھتے لیکن سمجھنی چاہئے اس ہدایت کو سراسر نظر انداز کرتے ہوئے پوری کارروائی اردو میں ہو رہی تھی۔

پھر سلسلہ کی قدیم اور معزز روایات کو ٹھوکر مارتے ہوئے امیر کے آخری خطاب کی بجائے نائب امیر صاحب کا آخری خطاب تھا اور وہ آخری خطاب تو ایسا تھا جس نے رونگٹے کھڑے کر دیئے سب سے پہلے تو مجھے یوں لگا جیسے بعض لوگ تو خلیفہ بننے کی کوشش کرتے ہیں اور وہی انداز بناتے ہیں جو خلافت کا ایک خصوصی حق ہے اور جماعت اس انداز کے ساتھ ایک محبت رکھتی ہے اور اس کو اسی تعلق کی وجہ سے برداشت کرتی ہے اور یہ جماعت اور خلافت کے درمیان ایک ایسا رشتہ ہے جسے کوئی

اور شخص نہ سمجھ سکتا ہے نہ اس میں دخل دینے کا اس کو حق ہے لیکن اس سے الگ ایک، حضرت مصلح موعودؓ کا بھی انداز تھا اور وہ آپ کی ذات پر ہی پھبتا تھا۔ مجھے تو آج تک یاد نہیں کبھی میں نے اس رنگ میں اپنا خطاب اپنی صحت کے ذکر سے شروع کیا ہو کہ احباب جماعت کو فکر ہوگی کہ میری حالت کیسی ہے اس لئے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ چند دنوں سے طبیعت علیل رہی ہے اور پھر یہ یہ کچھ واقعات ہوئے اور پھر یہ ہوا۔ یہ خاص انداز تھا حضرت مصلح موعودؓ کا جس کو جماعت بہت پسند بھی کیا کرتی تھی اور شوق سے سنا کرتی تھی لیکن اس کے بعد نہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے کبھی ایسا کیا نہ میں نے کیا بلکہ ہمیشہ شرم محسوس کی کہ جماعت کے وقت میں سے اپنی ذاتی گفتگو کے لئے وقت نکالوں لیکن مجلس شوریٰ میں تو اس کا سوال ہی کوئی نہیں۔ اگر صحت کے لئے کوئی اعلان کروانا ہو تو ہر احمدی کا حق ہے۔ اعلان کروائے جاتے ہیں لیکن وہ جلسوں میں کروائے جاتے ہیں۔ شوریٰ میں بھی اگر کروانا ہو تو محض ایک درخواست ہے جو کوئی شخص امیر کی نمائندگی میں پڑھ کر سنا دے گا لیکن اس کا ایک پہلا حصہ اس بات پر ہی مشتمل تھا اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں صدر لجنہ کے متعلق کچھ باتیں کہنی چاہتا ہوں اور اس بات کو میں نے اپنے اختتامی خطاب کے لئے اٹھا رکھا تھا۔ اس بات سے قطع نظر کہ صدر لجنہ نے کوئی غلط بات کہی تھی یا نہیں کہی تھی اس حصہ کو میں الگ لوں گا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ مجلس شوریٰ میں جب کوئی شخص ناجائز بات کہتا ہے۔ اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے بات کہتا ہے تو ہر ممبر مجلس شوریٰ کا حق ہے بلکہ فرض ہے کہ وہ ادب سے اٹھ کر، امیر اجازت دے تو اس کو متوجہ کرے، ہاتھ اٹھائے، امیر کے سامنے آئے اس سے عرض کرے کہ میرے نزدیک یہ نظام سلسلہ کی خلاف ورزی ہے اور ایسی ناپسندیدہ باتیں مجلس شوریٰ میں نہیں ہونی چاہئیں یہاں ان کا تعلق نہیں۔ یہ حق ہے لیکن اگر امیر نہیں سنتا یا انکار کر دیتا ہے تو پھر ہرگز کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ اس بارہ میں زبان کھولے۔ ہاں بعد ازاں وہ امیر کی معرفت خلیفۃ المسیح کو متوجہ کرا سکتا ہے کہ ہماری شوریٰ میں یہ بات ہوئی ہے۔ میرے نزدیک روایات سلسلہ کے منافی ہے۔ اگر میں درست ہوں تو پھر امیر کو ہدایت کی جائے کہ آئندہ اس کا خیال رکھے۔ اگر میں غلط ہوں تو میری اصلاح کی جائے۔ یہ ایک مؤدبانہ درست، متقیانہ طریق ہے لیکن اس موقع پر جن صاحب کا میں ذکر کر رہا ہوں انہوں نے بجائے اس کے کہ امیر صاحب سے مؤدبانہ درخواست کرتے کہ یہ غلط باتیں ہو رہی ہیں آپ ان

کو روک دیجئے اپنا ایک حق محفوظ رکھا گویا خلیفہ وقت اس پر بعد میں تبصرہ کرے گا اور تبصرہ کا انداز بھی بلاشبہ صرف یہ کہ امیر سے بالا ہے بلکہ بعض باتوں میں خلیفہ وقت سے بھی ممتاز ہے اور اس تبصرے کے دوران آپ فرماتے ہیں کہ فلاں نام کی خاتون قادیان کی پرورش یافتہ ہیں ان کی تقریر تو بہت عمدہ تھی اور میں یہ مشورہ دیتا ہوں صدر صاحبہ لجنہ کو ایسی عمدہ تربیت یافتہ خواتین سے ہدایتیں لیا کریں اور ان کی ہدایت اور ان کے ارشادات اور ان کے تابع اور ان کے تجارب سے فائدہ اٹھا کر لجنہ کے کام چلائیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خلیفہ وقت کسی کو صدر مقرر کرتا ہے اور نائب امیر اٹھ کر اپنی مربیانہ حیثیت کو بالکل غلط استعمال کرتے ہوئے یہ مشورے دے رہا ہے اور ایک خاتون کا نام لے کر اس طرح تعریف کرتا ہے جس طرح خلیفہ وقت بعض اچھے کارکنوں کی نمایاں طور پر تعریف کر دیا کرتا ہے لیکن کبھی ناممکن ہے کہ کوئی خلیفہ وقت یہ کہے کہ میں نے جس کو صدر مقرر کیا ہے کوئی فرد جماعت اس سے بالا ہے اور صدر کا فرض ہے کہ عہدیداران سے ہٹ کر میری ہدایت سے الگ ہو کر فلاں کی متابعت کرے اور اس سے سبق سیکھے۔گویا میری مقرر کردہ صدارت کو بھی کینسل کر دیا اور اپنی طرف سے جس طرح آپ امیر بالائے امیر بن گئے تھے ایک صدر بالائے صدر مقرر فرما دیا۔نہایت ہی بے ہودہ حرکت تھی مگر وہی بات ہوئی جو ایک ہدایت کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں ہونی چاہئے تھی۔اردو میں باتیں ہو رہی تھیں۔ترجمہ اگر ہو بھی رہا تھا تو پتا نہیں کس قسم کا تھا۔مگر امیر صاحب کو اس وقت پتا نہیں لگا کہ کیا ہوا ہے بعد میں امیر صاحب کو جب رپورٹیں ملیں اس پر مجلس عاملہ پر گفتگو شروع ہوئی۔مجلس عاملہ میں جو رویہ اختیار کیا گیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ناپسندیدہ اور ناپاک رویہ تھا۔

ایک اور بات بھی ایسی تھی جو انہوں نے کی جس پر امیر صاحب نے ان کی باز پرس کی۔وہ یہ تھی کہ اپنی طرف سے یہ اعلان کر دیا کہ آئندہ جماعت جرمنی ہر جمعرات کو اس غرض سے روزہ رکھے کہ سوسالہ مساجد کی تعمیر میں ان روزوں میں خاص دعائیں مانگی جائیں۔مجھے یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک تحریک فرمائی تھی کہ مہینے میں ایک دفعہ آخری جمعرات کو روزے رکھے جائیں اور وہ صد سالہ جوبلی کی کامیابی کے سلسلہ میں تھی اس کے علاوہ مجھے یاد نہیں کہ کبھی کسی امیر نے اپنے طور پر ایسی تحریک کی ہو۔میں نے کبھی نہیں کی کیونکہ بعض دفعہ ان چیزوں کو بھی رفتہ رفتہ ایک دکھاوا

سا بنالیا جاتا ہے کہ سب نے فلاں دن کا روزہ رکھنا ہے وہ پتا نہیں کہ کس حال میں رکھتے ہیں۔ جب تک دل میں درد پیدا نہ ہو۔ ایک خاص توجہ نہ ہو دعا کو بھی کھیل نہیں بنانا چاہئے اور اگر اس قسم کا فیصلہ کسی خاص اہمیت کے پیش نظر کسی نے کرنا ہے تو خلیفۃ المسیح کا کام ہے۔ باقی ہر شخص اٹھ کر روزوں کی تحریک شروع کر دے۔ اپنی طرف سے فلاں قسم کے نوافل کی تحریک شروع کر دے بالکل غلط ہے اور یہ روایات سلسلہ کے منافی ہے۔ جب امیر نے مجلس عاملہ میں یہ بات کہی تو ان صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر جماعت جرمنی میرے جیسے انسان سے استفادہ نہیں کر سکتی۔ یہ پڑے ہیں آپ کے کاغذات گویا منہ پر کاغذات مارے کہ اب جو چاہیں کریں میں اس معاملہ میں بری الذمہ ہوتا ہوں اگر میری ہدایات کے تابع کام کرنا ہے امیر نے اور عاملہ نے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ یہ پڑی ہیں آپ کی عہدیداریاں اور میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

جب میں نے یہ پڑھا تو میں نے اس پر نوٹ لکھا کہ دراصل آپ میز پر یہ کاغذ مار رہے تھے کہ یہ رہا میرا وقف اور یہ رہی میری ساری عمر کی خدمات جائیں جہنم میں میرا اب ان سے کوئی تعلق نہیں۔ امیر کو اس دوران جو گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا وہ ایک یہ تھا کہ امیر صاحب: آپ نے میرے مشورہ کا انتظار کئے بغیر مجھ پر کمیشن کیوں مقرر کر دیا ہے آپ ہوتے کون ہیں کمیشن مقرر کرنے والے اور میں آپ کے کسی کمیشن کے سامنے جوابدہ نہیں ہوں گا۔ کھلی کھلی واضح بغاوت تھی۔ امیر صاحب کو اگر تجربہ ہوتا تو وہ کہتے کہ اٹھ کر باہر نکل جاؤ۔ میں تمہیں معطل کرتا ہوں اور میں خلیفۃ المسیح کی خدمت میں یہ سفارش کروں گا کہ ایسے شخص کو جماعت میں نہیں رہنا چاہئے لیکن وہ بھولے شریف انسان ہیں۔ ان پر لوگ ظلم کرتے رہے ہیں اور وہ چپ کر کے برداشت کرتے رہے ہیں اور بدنصیبی ہے جماعت جرمنی کی کہ ایسے اعلیٰ متقی شریف النفس اور منکسر المزاج امیر کی، ان کی عاملہ کے ممبران بے عزتی کرتے چلے آرہے ہیں۔ میرا تو دل کھول اٹھا ہے یہ باتیں سن کر۔ میں نے ایک دفعہ یہاں تک ان کو لکھا تھا اسی مربی انچارج کو، کہ دیکھیں میں یہ مانتا ہوں کہ ان میں تجربہ کی کمی ہے لیکن خدا کے فضل سے وہ نہایت متقی انسان ہیں اور صاف گو اور سچے ہیں اس لحاظ سے میں خلیفہ ہونے کے باوجود ان کا ادب کرتا ہوں میں آپ سے بحیثیت مربی یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی ان کا ادب کریں۔ یہ چٹھی ان کو اس سے پہلے ملی ہوئی ہے۔ میرے پاس ساری تاریخیں موجود ہیں ان کا ریکارڈ

محفوظ ہے اس کے بعد ادب کا یہ حال تھا کہ دو باتوں میں کھلی کھلی بغاوت اور ایک موقعہ پر کہا میں جانتا ہوں کہ آپ عورتوں کے تابع آ چکے ہیں۔ صدر لجنہ کے حق میں بات کر رہے ہیں۔ عورتوں کے نیچے لگ گئے ہیں اور پھر کہا میں جانتا ہوں یہ ایک ٹولہ جو آپ کے ساتھ لگا ہوا ہے اور پھر مجھے یہ لکھا اپنی عقل اور سمجھ کا نمونہ دکھانے کے لئے کہ دیکھیں کہ میں تو اس حد تک گیا کہ میں نے امیر صاحب کو ایک موقعہ پر علیحدگی میں یہ سمجھایا کہ آپ اور میں الگ الگ نہیں ہونے چاہئیں۔ ورنہ اگر آپ نے جب اس طرح ہی گویا کہ مجھے الگ رکھا اور میرے مشوروں پر عمل نہ کیا تو جو لوگ آپ کے مشیروں اور آپ سے ناراض ہیں وہ میرے پاس آیا کریں گے اور اسی طرح جماعت میں دو دھڑے بن جائیں گے گویا خود مخالفانہ دھڑے کی سرداری قبول کر لی یہ نہیں کہا کہ امیر صاحب! آپ مطمئن رہیں کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی اگر آپ کے خلاف بولتا ہوا میرے پاس آئے گا تو میں اس کو کہوں گا کہ تو دھتکارا ہوا شیطان ہے یہاں سے رخصت ہو۔ امیر کے خلاف میں کسی قسم کی بکواس برداشت نہیں کروں گا۔ امیر کو خلیفہ وقت نے مقرر کیا ہے اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی نیابت میں مقرر کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ من عصا امیری فقد عصانی فقد عصی الله (بخاری کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر: ۲۷۳۷) جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے فقد عصنی اللہ میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی ہے۔ ساری عمر یہ باتیں رٹتے ہوئے مربیان کو یہ بھی نہیں پتہ لگا آخری عمر میں جا کر کہ اطاعت ہوتی کیا ہے اور اخلاص کس چیز کا نام ہے چنانچہ مسلسل میری ہدایت کے باوجود میرے یہ لکھنے کے باوجود کہ میں اس شخص کا ادب کرتا ہوں حالانکہ میں نے امیر مقرر کیا ہے میرے ماتحت ہے آپ بھی ادب کریں۔ ادب کا یہ طریق اختیار کیا اور ان کے بعض ساتھیوں نے بھی ایسا ہی رویہ اختیار کیا جو نہایت ناپسندیدہ تھا۔

اب میں تفصیل سے وہ نام نہیں لینا چاہتا لیکن یہ بدبوتھی جو مجھے بڑی دیر سے آ رہی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ سلجھ جائیں جیسا کہ میں نے کہا کہ میں دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ٹھوکروں سے بچائے۔ اچھے اچھے کام کرنے والے بھی تھے لیکن جہاں جماعت کے مفاد کا سوال پیدا ہوتا ہو وہاں میں کسی ذاتی تعلق کو خاطر میں نہیں لا سکتا۔ کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن میں سے ہر ایک مجھے نہایت ہی اخلاص اور محبت کے خط لکھتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ان میں سے بعض یہ لکھتے

رہے کہ ہم آپ کے پاؤں کو چومنا چاہتے ہیں لیکن جانتے ہیں کہ آپ اپنی انکساری کی وجہ سے اور طبعی شرم کی وجہ سے اجازت نہیں دیں گے۔ **لیکن میرے نزدیک ایسے فقروں کی اور پاؤں چموانے کی نہ کوئی خواہش نہ اس کی ذرہ بھر قدر ہے خلیفہ وقت ایک نظام کا نمائندہ ہے خلیفہ وقت آپ سب مل کر ہیں اور آپ کی اجتماعی شکل میں ایک خلیفہ ہے جو آپ سب کی یعنی نظام جماعت کی عزت نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے اگر وہ یہ کہے کہ میں خلیفہ وقت کی عزت کرتا ہوں۔** یہ ایسی باتیں ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے خوب کھل کر روشنی ڈالی تھی اور خوب اس معاملہ کو واضح فرمادیا اور بار بار واضح فرمایا قرآن کریم نے ایک موقع پر یہ مضمون بیان فرمایا کہ جو اللہ اور رسول کے درمیان تفریق کرتے ہیں اور بار بار یہ مضمون بیان فرمایا ان کے سارے اعمال ان کی ساری کوششیں رد اور ذلیل ہیں۔ کوئی ان کی حیثیت نہیں رہتی۔ شروع میں مجھے یہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ اللہ اور رسول کے درمیان تفریق سے کیا مراد ہے لیکن بعد کے تجربہ سے پتہ چلا کہ ایسے لوگ یہ کرتے ہیں۔ کہتے یہ ہیں کہ دیکھیں زندگیاں قربان کردیں گے لیکن امیر، یہ اور بات ہے۔ صدر خدام الاحمدیہ، یہ اور بات ہے، فلاں شخص کی اور بات ہے اس سے ہماری لڑائی اس سے ہماری دشمنی، مگر خلیفہ وقت کے مقابل پر ہم بھلا کس کو خاطر میں لاسکتے ہیں تو خدا اور رسول کی تفریق بھی اسی قسم کے لوگ کرتے ہوں گے کہ رسول کی کسی بات پر **نعوذ باللہ من ذٰلک** ناراض ہو کر کہہ دیا کہ خدا کی بات تو الگ ہوئی لیکن یہ کہ ہر بات میں رسول کی پیروی کریں یہ نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ شیطانی وساوس ہیں جو نچلے درجہ پر منتقل ہوتے ہیں پھر اور نچلے درجوں پر منتقل ہوتے ہیں بعض دفعہ امیر کے نیچے۔ پھر یہ صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ امیر ہماری سرآنکھوں پر مگر اس کا فلاں عہدیدار ٹھیک نہیں اور یہ فتنہ پیدا کس طرح ہوتا ہے۔ اس کا آغاز خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے آغاز میں تمثیل کی صورت میں بیان فرمادیا جو میں بار بار بیان کر چکا ہوں لیکن جنہوں نے نصیحت نہیں پکڑنی ہوتی جو کان بہرے ہو چکے ہوں ان کو آواز آتی ہی نہیں۔ وہ سمجھتے ہی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔

خدا تعالیٰ نے یہ بہت گہرا راز فتنوں کا ہمیں سمجھا دیا کہ جب ابلیس نے ابیٰ سے کام لیا تو اس کا ابیٰ اس کا انکار دراصل اس کی انانیت کی گود میں پلا تھا۔ پہلے اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا مگر خدا سے بڑا نہیں۔ خدا کے مقرر کردہ امیر سے بڑا سمجھا اس سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور اس نے یہ نہیں کہا

کہ اے خدا میں تجھے تسلیم نہیں کرتا یا میں تیری عظمت کو دھتکارتا ہوں اور اس کا انکار کرتا ہوں۔ یہ کہا کہ جس کو تو نے امیر بنایا ہے یہ تو مجھ سے چھوٹا اور بے معنی ہے۔ میرے مقابل پر اس کی کوئی حیثیت نہیں اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ (ص:۷۷) کتنی گہری حکمت کی بات ہے ہزار ہا سال گزر چکے آغاز مذہب کی یہی حکایت ہمیشہ دہرائی جاتی ہے اور جو جاہل انسان ہے اس کو سمجھ نہیں آتی جس کی آنکھوں میں بصیرت نہیں ہے وہ باہر کے نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور ہمیشہ جماعت میں جب فتنے پیدا ہوئے وہ اسی طرح ہوئے ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ بالا افسر وہ تو ٹھیک ہے۔ ہماری سر آنکھوں پر مگر یہ جو چھوٹا ہے نا! شیطان۔ اس کی ہم بات نہیں مانیں گے۔ اگر وہ واقعۃً شیطان ہے نا اہل ہے تو تمہارا فرض ہے کہ ادب کے ساتھ بالا ہستی جو بھی ہے۔ امیر ہے یا اس سے اوپر خلیفۃ المسیح ہیں ان کی خدمت میں لکھو کہ جس وقت تک آپ اس امیر کو بنائے رکھیں گے ہم ضرور اس کی اطاعت کریں گے **لیکن ہماری درخواست یہ ہے کہ یہ بحیثیت امیر آپ کے شایان شان نہیں ہے۔ نظام جماعت کے اوپر دھبہ ڈال رہا ہے فلاں غلطی کر رہا ہے۔ یہاں تک لکھنا ہرگز نہ گستاخی ہے نہ ابلیسیت ہے** لیکن یہ بات کہے بغیر یہ کوشش کئے بغیر انکار کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لے لینا اور یہ کہہ دینا کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کریں گے۔ یہ ہے ابلیسیت جس کا ذکر قرآن کریم کے آغاز میں ہوا اور بار بار اس کہانی کو دہرا کر ہمیں نصیحت فرمائی گئی کہ دیکھو فتنے اس طرح اٹھا کرتے ہیں۔ جب بھی آئندہ فتنے اٹھیں گے اسی طرح اٹھیں گے اور جہاں تک میں نے وسیع نظر ڈالی ہے۔ اپنی زندگی کے سارے تجربہ پر میں نظر ڈال کر آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ قرآن کریم کا بیان کردہ فتنوں کا اسلوب اسی طرح دہرایا جاتا ہے، اسی طرح نفس دھوکا دیتا ہے، اسی کا نام تقویٰ کی کمی ہے۔ یہ انانیت ہے جو اَبیٰ بن کر پھر اٹھتی ہے اور بغاوت بن جاتی ہے۔

پھر ایک اور بات جو ہمیں قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اطاعت کے ساتھ ادب ضروری ہے صرف اطاعت کافی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق فرمایا گیا کہ آواز بھی نہ اونچی کرو وہ لوگ جو اونچی آوازیں کرتے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ ایمان کیا ہے وہ اپنے ایمان کھو دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سچی اطاعت ادب کے بغیر ممکن نہیں ہے وہ کھوکھلی رسمی اطاعت کوئی حیثیت نہیں رکھتی جو ہمیشہ اطاعت کرنے والے کے لئے خطرہ بنی رہتی ہے۔ پس جب امیر مقرر کیا

جاتا ہے تو اس کے ساتھ محبت اور ادب کا تعلق قائم کرنا ضروری ہے ورنہ اگر آپ اس کو اپنے سے حقیر سمجھتے رہیں بظاہر اطاعت بھی کریں گے تب بھی آپ کے لئے ہمیشہ کے لئے خطرہ موجود رہے گا۔ آپ ٹھوکر کھا سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس مضمون کو اتنی وضاحت کے ساتھ کھول کر بار بار پیش فرمایا کہ ایک موقعہ پر فرمایا کہ دیکھو تمہارے اوپر اگر ایک ایسا امیر بھی مقرر کیا جائے جو حبشی ہو یعنی عربوں کو اپنی قومیت پر ناز تھا اور ایک حبشی شخص کے متعلق کہ وہ آکر ان کا امیر بن جائے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے مثال کیسی عمدہ دی ہے کہ ان کے لئے کراہت کا سب سے بڑا سامان رکھتی تھی فرمایا۔ حبشی ہو اور غلام ہو اور عربوں کے لئے غلام کی اطاعت کرنا تو ایک ناقابل تصور بات تھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور سخت اس سے تنافر پایا جاتا تھا پھر ان کو اپنی سرداریوں اور عقلوں پر بڑا ناز تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا سر منقے کے برابر ہو۔ یعنی خشک کئے ہوئے کشمش کے دانے جتنا سر ہو اتنا بے وقوف پاگل ہو۔ (بخاری کتاب الاحکام حدیث نمبر: ۶۶۰۹) اگر ایسا امیر بھی تم پر مقرر کیا جائے تو ہم پر فرض کہ اس کی اطاعت کرو۔

یہ ہے اسلام کی امارت کی روح اور اطاعت کی روح جس کو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے خوب کھول کھول کر بیان فرما دیا اور قرآن کریم نے بھی آپ کے ان حقوق کی خوب حفاظت فرمائی ہے جو باتیں مختلف وقتوں میں شیطان آنحضرت ﷺ کے غلاموں کو بددل کرنے کے لئے پھیلاتے رہتے تھے قرآن نے ان سب کی تاریخ محفوظ کر دی ہے اور فتنہ کے ہر پہلو بیان فرمائے ہیں ایک بھی ایسا دنیا میں فتنہ نہیں جو ان پہلوؤں سے باہر ہو۔ پس مسلمانوں کے لئے ہر قسم کی خبرداری کے باوجود، تنبیہ کے باوجود دوبارہ ٹھوکر کھانا حد سے زیادہ جہالت اور خودکشی کے مترادف ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ بعض دفعہ لوگ اس طرح فتنہ پیدا کرتے ہیں۔ ہے تو وہی بات کہ نچلے آدمی کے خلاف اوپر کے خلاف براہ راست نہیں کرتے قرآن کریم کے مطابق اوپر کو اس طرح ملوث کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیکھو رسول اللہ ﷺ خود تو بڑے زیرک بڑے باشعور بڑے صاحب فہم انسان ہیں مگر یہ بدبخت جو مشورے دینے والے ہیں۔ یہ مصیبت ہیں اور آپ کی کمزوری یہ ہے کہ اُذُنٌ ہیں۔ لوگوں کی باتیں سنتے رہتے ہیں اور جو کسی نے کہا اس کو مان لیا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے کہدے کہ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ (التوبہ: ۶۲) کہ یہ وجود ایسا ہے جو ہر ایک کی بات سنتا

ہے مگر خیر کی بات کو قبول کرتا ہے۔ بھلائی کی بات کو قبول کرتا ہے بدی کی بات کو رد کر دیتا ہے اور اس کا اُذُنُ ہونا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر یہ تم لوگوں کی باتیں نہ سنتا اور اپنے بالا خانوں میں چھپا رہتا تو تم ہمیشہ روتے رہتے کہ ہماری بات حضرت محمد مصطفی ﷺ تک نہیں پہنچتی۔ یہ تو خدا کا ایسا عاجز بندہ ہے کہ اس کے عاجز ترین بندوں کے لئے بھی جھک جاتا ہے اور ان کی باتیں بڑے پیار اور محبت سے سنتا ہے تم ایسے ظالم اور ناشکرے ہو کہ اس کے خلاف شکایت کر رہے ہو اور یہ نہیں جانتے کہ اس کا ان معنوں میں اذن ہونا کہ کامل انکساری کے ساتھ ہر ایک کے سامنے جھک جانا اور ان کی باتوں کو سننا اور پھر یہ فیصلہ کرنا کہ اچھی کون سی ہے اور بری کون سی ہے تمہارے لئے فیض ہی فیض ہے۔

اب اس دور میں بھی جماعت میں جو فتنے اٹھتے رہے ہیں ان کا آغاز تو اسی طرح ہوا جیسے کہ ابلیسیت کا ہوا۔ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ پہلے کسی ایک شخص سے ٹکر لی گئی ہے اور کہا کہ ہم اس سے بہتر ہیں۔ چاہے خلیفہ وقت نے مقرر کیا ہے یا جو بھی اس کی حیثیت ہے ہم اس سے بہتر ہیں اور پوری طرح اس کے تابع نہیں ہو سکتے۔ پھر خلیفہ وقت پر حملہ کرنے کے لئے یہ بہانے بنائے گئے کہ یہ فلاں کی باتیں سنتا ہے چنانچہ میں نام نہیں لینا چاہتا مگر جماعت احمدیہ میں میرے دیکھتے دیکھتے بارہا ایسی باتیں ہوئیں۔ ایک شخص ہے کسی نے کسی کو اپنا ہدف بنالیا۔ کسی نے کسی کو ہدف بنالیا۔ بعض کہا کرتے تھے کہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ، مولوی ابوالعطاء صاحب کی باتیں سن کر ہمارے خلاف ہو گئے۔ یہ فلاں شخص کی باتیں سن کر ہمارے خلاف ہو گیا، یہ فلاں امیر کی باتیں سن کر ہمارے خلاف ہو گیا ہے۔ یہ بالکل وہی فتنہ ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور جس کو رد فرما دیا گیا ہے۔ لیکن سادہ لوگ جن کو ان باتوں کا علم نہ ہو وہ ٹھوکر کھاتے رہتے ہیں اور جماعت جرمنی میں بھی اسی فتنے نے نیا سر اٹھایا اور امیر کے متعلق یہ کہا جانے لگا اور مجھے تعجب ہے کہ وہ لوگ جن کے دل میں امیر کے لئے یا نظام کے لئے کوئی غیرت تھی ان باتوں کو کیوں برداشت کرتے رہے؟ کیوں انہوں نے مقابل پر اٹھ کر یہ نہیں کہا کہ یہ تمہارے شیطانی خیالات ہیں، ان سے باز آؤ ورنہ میں تمہاری خلیفۃ المسیح کے سامنے رپورٹ کروں گا لیکن سنتے رہے ہیں اندر اندر ایک دوسرے کے کان پکاتے رہے ہیں۔

اور وہ یہ باتیں تھیں مثلاً کہ جی امیر صاحب! یہ تو مبشر باجوہ کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں جو بات سنتے ہیں مبشر باجوہ کی سنتے ہیں اور اس معاملہ میں جو فتنے کی کھچڑی پک کر ابلی ہے تو مجلس عاملہ

میں مربی انچارج نے یہ کہا کہ امیر صاحب، جو جو آپ کے مشیر ہیں ان سے باز آجائیں ورنہ یہ ہوگا۔ یا مجلس عاملہ کے معاً بعد کہا اور مجلس عاملہ میں ایک ممبر صاحب اٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں امیر صاحب! ہم آپ کو متنبہ کرتے ہیں۔ الفاظ متنبہ ہوں یا نہ ہوں لیکن اس کی جو طرز ہے اور سختی ہے وہ یہی ہے۔ آپ کو خلیفۃ المسیح نے مشوروں کے دو فورم دیئے ہیں یعنی آپ کو دو مشیروں تک محدود کر دیا ہے۔ ایک نائب امیر اور ایک مجلس عاملہ آپ اس فورم سے قدم باہر رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے آپ کو اجازت نہیں ہے کہ اس سے باہر نکلیں اور چونکہ آپ سن نہیں رہے اور ان باتوں سے باز نہیں آرہے کسی اور کی باتیں سنتے ہیں اس لئے یہ فتنہ پیدا ہوگا جب تک آپ توبہ نہیں کرتے اور اپنے ان دو مشیروں کو گویا عملاً تابع نہیں کر لیتے اس وقت تک آپ امارت نہیں کر سکتے۔ میں نے امیر صاحب کو کہا کہ بلا تاخیر فوراً ان صاحب کو مجلس سے باہر نکالیں اور عملاً آپ کی ساری مجلس عاملہ معزول ہے۔ سوائے ایک شخص کے جس نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ ان کی غیرت کہاں گئی تھی؟ انہوں نے کیوں نہیں مڑ کر پوچھا کہ تم ہوتے کون ہو اس فورم کے مقرر کرنے والے۔ کہاں امیر المومنین نے یہ ہدایت کی ہے کہ کوئی امیر سوائے مجلس عاملہ یا نائب امیر کے کسی سے مشورہ نہیں کر سکتا۔ (اور سارے فتنے کے دوران) اندر اندر کئی سال کا یہ فتنہ پک رہا ہے۔ ایک دفعہ، ایک دفعہ بھی میرے سامنے یہ بات کسی نے نہیں رکھی کہ مبشر باجوہ نے یا کسی اور باجوہ نے امیر صاحب کو یہ غلط مشورہ دیا اور یک طرفہ بات سن کر اس غلط مشورے پر انہوں نے عمل کیا۔ اگر یہ بات ہوتی تو اور بات تھی میں اس معاملہ کی تحقیق کرتا اور پتہ کرتا کہ کیوں امیر صاحب اتنا متاثر ہیں ایک شخص سے کہ غلط صحیح کی پہچان کے بغیر فیصلے کئے چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کو مشوروں کی بیماری ہوتی ہے۔ یہ مبشر باجوہ صاحب کو بھی ہے وہ مجھے بھی بڑے لمبے لمبے خط لکھتے ہیں اور بیس بیس بائیس بائیس صفحے کے مشوروں کے خط مجھے ملتے ہیں۔ میں نے تو کبھی حوصلہ نہیں ہارا اور نہ کسی کو یہ حق ہے کہ کہے کہ دیکھیں آپ کو خدا نے مجلس شوریٰ تک محدود کیا ہے۔ یا اپنے ناظروں تک محدود کیا ہے، خبردار جو مبشر باجوہ کے مشورے آپ نے سنے۔ اور میرا تجربہ ہے کہ آج تک انہوں نے کوئی ایسا مشورہ نہیں دیا جو جماعت کے مفاد کے خلاف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مشوروں کا شوق تو ضرورت سے زیادہ دے دیا ہے لیکن عقل بھی اچھی بھلی ہے۔ خدا کے فضل سے جو مشورے ہیں وہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بے وجہ بہت ہی زیادہ

مشورے ہیں لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ان کے مشورے کسی ناپاک ارادہ سے ہوتے ہیں۔ یا ان کے مشوروں کے نتیجہ میں جماعت کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے ایک واقعہ بھی میرے علم میں آج تک نہیں آیا۔ ان کا میں شکریہ ادا کر دیا کرتا ہوں کہ جزاک اللہ آپ کے مشورے مل گئے جس حد تک ضرورت ہوئی میں فائدہ اٹھاؤں گا۔ یا یہ کہہ دیتا ہوں کہ اکثر باتیں تو پہلے ہی اسی طرح ہو رہی ہیں۔ مشورے پر مشورہ آ گیا ہے بس جزاک اللہ۔ تو کیا حرج ہے اس میں اس بے چارے کی عادت ہے۔ دلداری کر لی ختم ہو گیا معاملہ اس پر اتنا طیش کھانا؟ اس طرح جل جل جانا اور بغض و عناد پیدا کر لینا اور جماعت میں پروپیگنڈے شروع کر دینا کہ ایک شریف النفس امیر چونکہ صرف یہی نہیں کہ اس کی بات سنتا ہے بلکہ اس کا رشتہ دار بھی ہے اور اس کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے یہ ایک لعنتی پروپیگنڈا ہے۔ اگر ان لوگوں نے توبہ نہ کی تو خدا کی نظر میں یہ مغضوب ہوں گے اور پکڑے جائیں گے۔

عملاً ایسے لوگوں نے مجھ سے اپنا عہد بیعت خود فسخ کر لیا ہے مجھ سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ کیونکہ ایسی بدبختی بار بار کی نصیحتوں کے باوجود بار بار گھٹنوں بیٹھ کر سمجھانے کے باوجود ان کو عقل نہیں آئی۔ یہ کہنا چاہئے تھا یہ طریق اختیار کر سکتے تھے کہ فلاں صاحب مشیر ہیں اور ان کے مشورے بار بار غلط ہو رہے ہیں۔ یہ اسی طرح بار بار جماعت کے لئے سبکی ہو رہی ہے میں لازماً فوری طور پر تحقیق کرتا مگر کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔

یہ درست ہے کہ امیر سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں، ہو جاتی ہیں لیکن ان غلطیوں کو درست کرنے کا ایک طریق کار ہے۔ خلیفہ وقت موجود ہے، اس سے نیچے اور بھی عہدیداران ہیں جن کا امیر کی غلطیوں سے تعلق ہو سکتا ہے۔ ناظر اعلیٰ ہے، وکیل اعلیٰ ہے، صدران مجالس ہیں لیکن کسی کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ خود امیر پر نگران بن کر بیٹھ جائے اور اس کی غلطیوں کو پکڑے۔ صرف ایک معاملہ ایسا ہے جہاں اگر خدانخواستہ کبھی ہو تو وہاں جماعت کو امیر کی متابعت میں رہنے کا حق نہیں رہتا کہ وہ خلیفہ وقت کے کھلے کھلے فیصلہ کے خلاف کوئی کارروائی کرتا ہے اور اس پر اصرار کرتا ہے۔ اس صورت میں وہ عملاً اپنی امارت سے انحراف کر رہا ہے کیونکہ جس نے اس کو امیر مقرر کیا ہے اس کے دیئے ہوئے اختیارات سے تجاوز کر رہا ہے۔

ایک امیر کے سوا آج تک میرے علم میں نہیں آیا کہ کسی نے خلیفۃ المسیح کی واضح ہدایت کی

کھلی کھلی خلاف ورزی کی ہو اور وہ اس کی بدنصیبی تھی اور اس کے بعد ہمیشہ کے لئے اس کو نظام جماعت میں خدمت سے محروم کر دیا گیا ورنہ امراء تو فدائیت کے پتلے ہوتے ہیں اور امیر کے وقار کی حفاظت کرنا خلیفہ وقت کا فرض ہے۔ وہ آپ نے نہیں سنا کہ کس طرح خدا انبیاء کی حفاظت کرتا ہے کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس مان کے ساتھ کس شان کے ساتھ فرماتے ہیں کہ میری پشت پر دیکھتے نہیں کون کھڑا ہے وہ کبھی مجھے نہیں چھوڑے گا اس لئے خلفاء کو بھی اسی سنت پر عمل کرنا ہے۔ انبیاء خدا سے رنگ سیکھتے ہیں اور خلفاء انبیاء سے رنگ سیکھتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک خلیفہ وقت نے کسی کو امیر مقرر کیا ہے وہ ہمیشہ اس کی پشت پر کھڑا رہے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ امیر کو زخم پہنچائیں اور خلیفہ وقت اس کا جواب نہ دے۔ کوئی شخص اگر یہ منافقانہ، جاہلانہ خیال دل میں پالتا ہے کہ میں خلیفہ وقت کے مقرر کردہ امیر سے ٹکرا رہا ہوں اور خلیفہ وقت کے پاؤں چومتا ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔ یہ شیطانی خیالات ہیں۔ خلیفہ وقت ایسے پاؤں چومنے والے کے چومنے پر ٹھوکر بھی نہیں مارتا۔ وہ ہر قیمت پر اپنے مقرر کردہ امیر کی پشت پر کھڑا رہے گا سوائے اس کے کہ اس پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ وقت آ گیا ہے کہ اس امیر کو بدل دو۔

پھر یہ کہا گیا کہ امیر کی ایک پارٹی ہے گویا کہ اور اس کے مقابل پر ایک اور پارٹی ہے کہ اگر آپ اس طرح چلیں گے تو پھر یہ پارٹیاں قائم ہوں گی۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جماعت میں صرف ایک پارٹی ہے اور صرف ایک پارٹی ہے اور وہ خدا کی پارٹی ہے اور اسی پارٹی کی نمائندگی امیر کرتا ہے اس کے سوا جتنی پارٹیاں ہیں وہ شیطانی پارٹیاں ہیں۔ ان پارٹیوں کے زندہ رہنے کا حق ہی کوئی نہیں اس لئے سر اٹھا کر امیر سے یہ باتیں کرنا کہ ہم جانتے ہیں کہ کن عورتوں کی تم باتیں سن رہے ہو۔ کون سے تمہارے ٹولے ہیں جو تمہاری مدد کر رہے ہیں؟ یہ کھلی کھلی بغاوت اور شیطانی خیالات ہیں ان کو کسی قیمت پر جماعت میں پنپنے نہیں دیا جائے گا۔

اس لئے میں امیر صاحب کو بھی خوب اچھی طرح اس بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ آپ شیروں کی طرح ڈٹ جائیں۔ خلیفہ وقت آپ کے ساتھ ہے اور ساری جماعت احمدیہ آپ کے ساتھ ہے۔ جرمنی کی جماعت بھی آپ کے ساتھ ہے اور کل عالم کی ۱۲۶ جماعتیں آپ کے ساتھ ہیں اور خدا کی قسم جس کی پشت پناہی آج کا خلیفہ کر رہا ہو گا یا اپنے وقت کا خلیفہ کر رہا ہو گا اس کی پشت پناہی خدا

کرے گا اور ہمیشہ خدا اس کی پشت پناہی کرے گا۔ وہ لوگ جو جہالت سے بغاوت کے سر اٹھاتے ہیں ان کے سر کچلے جائیں گے بڑے بڑے پہلے بھی لوگ پیدا ہوئے تھے انہوں نے یہ آوازیں بلند کیں تھیں کہ ہمارے جتھے زیادہ ہیں کہاں گئے ان کے جتھے؟ ٹکڑے بکھر گئے ان کے۔ کہاں گئیں ان کی عزتیں؟ ساری خلافت سے وابستگی کے نتیجہ میں تھیں۔

وہ لاہوری جماعتوں کے حال کیا ہوئے وہ بڑے بڑے جو انجمن کے سربراہ بنے پھرتے تھے ان کے حال کیا ہوئے؟ کس طرح خلیفۃ المسیح الاول نے ان کو للکارا جو عجز کا پتلا تھے۔ میں بھی خدا کے فضل سے عجز کا پتلا ہوں مگر جہاں خدا کے نظام کے وقار کا سوال ہے وہاں کسی قیمت پر میں اپنے سر کو جھکا نہیں سکتا۔ بعض لوگوں نے مجھے کہا آپ تو محبت کے سمندر ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ سمندروں میں بھی تلاطم پیدا ہوا کرتے ہیں اور اس محبت کے سمندر میں اگر خدا کی غیرت کے خاطر تلاطم پیدا ہوا تو جتنے شیطانی جہاز ہیں وہ سارے غرق ہو جائیں گے اور کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ وہ اس طوفان کا مقابلہ کر سکے اس لئے امیر صاحب کو میں نے ہدایت دی ہے اور میں تمام جماعت جرمنی سے اس کی توقع رکھتا ہوں کہ وہ کلیۃً ان کے ساتھ وفاداری کا اقرار کریں اور مجھے بعد میں ریزولیوشن کے ذریعہ آپ یہ یقین دلائیں کہ ہم میں سے ہر ایک جو آپ کی بیعت میں داخل ہے وہ اپنے امیر کی نہ صرف اطاعت کرے گا بلکہ پوری طرح اس کا احترام کرے گا اس کا ادب کرے گا اس سے ٹکرانے والوں کے ٹکڑے اڑا دے گا۔ یعنی ان کی حیثیت کسی شمار میں نہیں آئے گی جسمانی طور پر نہیں بلکہ ان کی انانیت کے ٹکڑے اڑا دے گا۔ ان کے تکبر کو پارہ پارہ کر دے گا اور مجھے یقین ہے، میں جماعت کو ہر دوسرے انسان سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں آپ میرے دل میں دھڑک رہے ہیں میں آپ کے دل میں دھڑک رہا ہوں ہم ایک دوسرے کی رمزوں سے واقف ہیں ہم ایک دوسرے کی نبضوں کو جانتے ہیں اس لئے میں آپ کی طرف سے کامل یقین کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ یہی جذبات جو میرے دل کے جذبات ہیں آج ساری دنیا، جرمنی کی جماعت کے جذبات ہیں، آج ساری دنیا کی جماعتوں کے جذبات ہیں۔

پس کیا خوف ہے آپ کو ان فتنے گروں سے جو بار بار سر اٹھاتے ہیں تکبر اور انانیت سے نہ یہ پہلے کبھی جماعت کا کچھ بگار سکے تھے نہ آئندہ کچھ بگاڑ سکیں گے۔ آپ کو میں نے تفصیل سے یہ

باتیں اس لئے بتائی ہیں کہ بعض سادہ لوح آخری مقام پر پہنچنے سے پہلے پہلے ٹھوکریں کھاجایا کرتے ہیں۔ جب اس قسم کا مقابلہ کھل کر ہوتا ہے تو پھر وہ توبہ بھی کرتے ہیں۔ واپس بھی آتے ہیں لیکن زخمی ہونے کے بعد اور چند ایک گنتی کے بدنصیبوں کے سوا ان فتنہ گروں کے ساتھ کوئی بھی نہیں رہا کرتا۔ خود ان کے ساتھی ان کو چھوڑ دیا کرتے ہیں اور اس مضمون کو بھی قرآن کریم نے بہت کھول کر جنگ بدر کے حالات بیان کرتے ہوئے بیان فرما دیا ہے۔ کوئی فتنے کا پہلو ایسا نہیں جو قرآن کریم نے خالی چھوڑا ہو جس کے متعلق ہمیں تنبیہ نہ کر دی گئی ہو۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں جو عام حالات کی ذمہ داریوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ **یاد رکھیں ہم صدی کے سر پر کھڑے ہیں ہم بحیثیت مجموعی اس صدی کے امام بنائے گئے ہیں۔ آج کی غفلتیں اور آج کی ٹھوکریں آنے والے سو سالوں پر اثر انداز ہوں گی اس لئے سوچ کر مضبوطی کے ساتھ قدم اٹھائیں۔ سلسلہ کی روایات کی حفاظت کریں اور ہر ایسے شخص کو جس کی انانیت سر اٹھاتی ہے اس کو رد کر دیں اور اسے نامراد کر کے دکھا دیں۔** اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔ اور ہمیشہ ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے سکھائے ہوئے اعلیٰ اسلوب کے مطابق اطاعت اور ادب کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔